انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون○

کتاب محفوظ

بجواب

قرآن مجید میں ردو بدل

خدا تعالیٰ نے تو قرآن مجید کو قطعاً کتاب محفوظ قرار دیا ہے لیکن بعض مولوی نجانے کیوں غیر محفوظ سمجھتے ہیں ؟

ناشر

اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ

Published by:
Islam International Publications Ltd.
Islamabad,
Sheephatch Lane, Tilford,
Surrey GU10 2AQ, U.K.

Printed by:
Raqeem Press,
Islamabad, U.K.

© 1991 ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD

ISBN 1 85372 439 4

Electronic version by www.alislam.org

قرآن کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی اوّلین اور

آخرین کے مجموعی حملہ سے ذرّہ سے نقصان کا

اندیشہ نہیں رکھتا۔ وہ ایسا پتھر ہے کہ جس پر

گرے گا اس کو پاش پاش کردے گا اور جو اس

پر گرے گا وہ خود پاش پاش ہو جائے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 257 حاشیہ)

نمبر شمار　عناوین

1- پیش لفظ
2- پہلا الزام اور اس کا جواب
3- دوسرا الزام (تحریف قرآن حکیم لفظی)
i- پہلی آیت
ii- دوسری آیت
iii- تیسری آیت
iv- چوتھی آیت
v- پانچویں آیت
vi- چھٹی آیت
vii- ساتویں آیت
4- تیسرا الزام
i- کلمہ طیبہ
ii- درود شریف
5- چوتھا الزام
i- قصے کہانیوں کی کتاب
ii- صرفی نحوی غلطیاں
iii- قرآن اور میری وحی ایک ہیں
iv- میرے الفاظ خدا کے الفاظ ہیں
v- قرآن اٹھا لیا گیا
vi- ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا
6- حقیقت حال

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے "قرآن مجید میں ردّ و بدل" کے عنوان سے ایک شرانگیز کتابچہ شائع کیا ہے۔ اس میں بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام احمدیوں پر "تحریفِ قرآن" کا الزام لگایا گیا ہے۔

1973ء میں بھی مخالفین احمدیت نے یہی ناپاک پراپیگنڈہ کیا تھا جسے بھرپور تحریک کی صورت میں جمعیت العلماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا مفتی محمود نے کوئٹہ (بلوچستان) سے شروع کیا اور شور مچایا کہ احمدیوں نے ردّ و بدل کر کے تحریف شدہ قرآن مجید شائع کیے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے اسی وقت روزنامہ الفضل کے صفحہ اوّل پر:

"ایک سراسر جھوٹے اور بے بنیاد الزام کی پرزور تردید"

کے عنوان سے حسب ذیل نوٹ شائع ہوا:۔

"ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ الزام سراسر جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔ ربوہ میں کوئی ایسا قرآن شائع نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن کریم کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی تاقیامت منسوخ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کی طرف سے کسی تحریف شدہ قرآنِ مجید کے شائع ہونے اور اس کے نسخے تقسیم کیے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(الفضل یکم اگست 1973ء)

حکومتِ وقت نے اپنے طور پر تحقیق کی۔ گورنر بلوچستان جناب نواب محمد اکبر صاحب بگٹی کی طرف سے اخبارات میں بیان شائع ہوا کہ:۔

"قرآن مجید مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے۔ فورٹ سنڈیمن کے واقعات کے تعلق سے یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ وہاں تحریف شدہ قرآنِ پاک کے نسخے تقسیم کئے گئے۔ میں نے اگرچہ اس معاملہ کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے اور اس کام پر ممتاز علماء کو مقرر کیا ہے۔ تاہم اب تک جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق قرآن شریف میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی اس کی جرأت کر سکتا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی فرقہ یا مکتبۂ فکر نے اپنے نقطۂ نظر سے اس کا ترجمہ مختلف کیا ہو"——— نواب صاحب نے مزید فرمایا:۔

"جو لوگ یہ پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ قرآن پاک کے تحریف شدہ نسخے تقسیم کئے گئے ہیں وہ دراصل غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خود مسلمانوں کے ممتاز علماء نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے قرآن پاک کے ترجمے ایک دوسرے سے مختلف کئے ہیں۔ انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا مودودی نے قرآن پاک کے تراجم اپنی اپنی فہم اور علمی اور تحقیقی بصارت کے مطابق کئے ہیں۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ان لوگوں نے سرے سے قرآن پاک کو ہی تبدیل کر دیا ہے"۔

(روزنامہ مشرق کوئٹہ ۔ ۲۹ جولائی ۱۹۷۳ء)

گورنر بلوچستان کے اس نہایت متوازن اور منصفانہ بیان سے جماعت احمدیہ کے خلاف اس کلیۃً جھوٹے اور ظالمانہ الزام کی قلعی کھل گئی اور عوام الناس پر حقیقت حال واضح ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنی ضد اور تعلّی پر قائم رہتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف قطعی جھوٹے اور شرانگیز پراپیگنڈہ کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

زیر نظر رسالہ بھی ایسے ہی جھوٹ کا پلندہ ہے جس کا ثبوت ہم آئندہ صفحات میں دیں گے۔

-1-

پہلا الزام : قرآنی الفاظ میں الہام

اس الزام میں مصنف رسالہ نے پانچ آیاتِ قرآنیہ کو درج کیا ہے جو حضرت مرزا

صاحب پر بھی الہاماً نازل ہوئیں وہ آیات یہ ہیں۔

۱ ۔ قل یا ایھا النّاس إنّی رسول اللہ الیکم جمیعا

۲ ۔ سراجا منیرا

۳ ۔ یا ایھا المدثر

۴ ۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

۵ ۔ انا اعطیناک الکوثر

مذکورہ بالا آیات پر مصنّف رسالہ تبصرہ یہ کرتا ہے کہ ان آیاتِ بیّنات پر غاصبانہ قبضہ کیا گیا ہے اور یہ کہ تمام مسلمان جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا تمام آیات میں رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے حضرت مرزا صاحب پر زبان طعن بھی دراز کی ہے۔

جہاں تک اس اعتراض کا تعلق ہے' بالکل لغو اعتراض ہے۔ اسے تحریفِ قرآن کا نام دینا محض جہالت ہے کیونکہ جو الفاظ الہام کے ہیں وہی بعینہٖ قرآنی آیات کے ہیں اس سے قرآن کریم میں ردّو بدل کیسے ہو گیا؟

قارئین کرام! دیکھنا یہ ہے کہ

۱۔ کیا آیات قرآنیہ کسی امّتی پر الہاماً نازل ہو سکتی ہیں یا نہیں؟

۲۔ کیا وہ آیات جن میں خاص طور پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا ہے وہ کسی امّتی پر الہاماً نازل ہو سکتی ہیں؟

جہاں تک امرِ اوّل کا تعلق ہے ہمیں سرتاج صوفیاء حضرت شیخ محی الدّین ابن العربیؒ بتاتے ہیں۔

تنزّل القرآن علی قلوب الاولیاء ماانقطع مع کونہ محفوظاً لھم ولکن لھم ذوق الانزال وھذا لبعضھم

(فتوحات مکیّہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ باب ۱۵۹)

یعنی قرآن کریم کا ولیوں کے دل پر نازل ہونا منقطع نہیں ہوا باوجودیکہ وہ ان کے پاس اصلی صورت میں محفوظ ہے' لیکن اولیاء کو نزول قرآنی کا ذائقہ چکھانے کی خاطر ان پر نازل ہوتا ہے اور یہ شان بعض کو عطا کی جاتی ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہر سالک کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے انسان! اگر تو نیکی میں ترقی کرتا چلا جائے تو اللہ تعالیٰ تجھے اتنی عزت دے گا کہ تخاطب بانک الیوم لدینا مکین امین۔ (فتوح الغیب مقالہ ۲۸، صفحہ ۱۷۱ سورہ یوسف)

" انک الیوم لدینا مکین امین" سورہ یوسف کی آیت ہے جس کا ترجمہ ہے:-

"تو آج سے ہمارے ہاں معزز مرتبہ والا اور قابل اعتماد آدمی شمار ہوگا"۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تجھے اس آیتِ قرآنی سے مخاطب فرمائے گا۔ پس یہ سنتِ ابرار ہے کہ ان پر خدا تعالیٰ آیات قرآنیہ الہاماً نازل فرماتا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب زندگی ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بیٹے کی پیدائش سے قبل انہیں الہام ہوا " انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی" (مکتوبات امام ربانی فارسی جلد دوم صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ دہلی)

یہ سورہ مریم کی آٹھویں آیت ہے جس کا معنی یہ ہے کہ "ہم تجھے ایک ہونہار بچے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے" چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام آپ نے یحییٰ رکھا۔

پس کیا حضرت مرزا صاحب کے ان الہامات پر تمسخر کرنے والے حضرت مجدد الف ثانی، حضرت سید عبدالقادر جیلانی اور حضرت امام ابن العربی پر بھی آیات قرآنیہ پر "قابضانہ قبضہ" کرنے کا الزام لگائیں گے اور ان پر بھی ویسی ہی بدزبانی کرنے کی جسارت کریں گے جیسی کہ حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں۔

۲۔ جہاں تک کسی امتی پر ان آیاتِ قرآنیہ کے الہاماً نزول کا تعلق ہے جن میں خالصتہً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا ہے تو مولوی عبدالجبار غزنوی صاحب جو جماعت احمدیہ کے شدید مخالفوں میں سے تھے اور مصنف رسالہ کے بزرگوں میں سے تھے، بڑی وضاحت سے اپنی کتاب "اثبات الالہام والبیعتہ" میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں ان کی یہ تحریر ان لوگوں کے جواب میں ہے جو برصغیر کے مشہور اور صاحب کشف والہام بزرگ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے ان الہامات پر اعتراض کرتے تھے جو قرآنی آیات پر مشتمل

تھے اور ان میں خالصتہً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"اگر الہام میں اس آیت کا القاء ہو جس میں خاص آنحضرتؐ کو خطاب ہو تو صاحب الہام اپنے حق میں خیال کر کے اس مضمون کو اپنے حال کے مطابق کرے گا اور نصیحت پکڑے گا ---- اگر کوئی شخص ایک آیت کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل فرمائی ہے' اسے اپنے پر وارد کرے اور اس کے امر ونہی اور تائید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بے شک وہ شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا۔ اگر کسی پر ان آیات کا القاء ہو جن میں خاص آنحضرتؐ کو خطاب ہے مثلاً الم نشرح لک صدرک. کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے ترے سینہ ترا' ولسوف یعطیک ربک فترضی' فسیکفیکھم اللہ۔ فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ و العشی یریدون وجھہ۔ فصل لربک وانحر۔ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ۔ و وجدک ضالا فھدی۔ تو بطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائے گا کہ انشراح صدر اور رضا اور انعام ہدایت جس لائق یہ ہے علی حسب المنزلہ اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امرونہی وغیرہ میں اس کو آنحضرتؐ کے حال میں شریک سمجھا جائے گا۔"

(اثبات الالہام والبیعتہ صفحہ ۴۳-۱۳۲)

قارئین کرام! اس کے بعد نمونتہً چند آیات قرآنیہ ملاحظہ فرمائیں جن میں خالصتہً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے لیکن وہ آپ کے امتیوں پر بھی الہام کی گئیں۔

۱:۔ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کی سوانح میں درج الہامات سے چند مثالیں:

نیسرک للیسری بارہا الہام ہوئی (صفحہ ۵)

ولئن اتبعت اھوائھم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا واق (صفحہ ۱۵)

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ فاذا قرانہ

فاتبع قرآنه ثم علینا بیانه (صفحہ ۳۵)
لا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیوٰة الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا۔ (صفحہ ۳۶)
ولسوف یعطیک ربک فترضی (صفحہ ۳۷)
الم نشرح لک صدرک (صفحہ ۳۷)
(سوانح مولوی عبداللہ غزنوی مؤلفہ مولوی عبدالجبار غزنوی و مولوی غلام رسول)

۲۔ حضرت خواجہ میر درد مرحومؒ نے اپنی کتاب "علم الکتاب" میں اپنے الہامات درج فرمائے ہیں۔ ان میں دو درجن سے زائد الہامات آیات قرآنیہ پر مشتمل ہیں ان میں سے ایک الہام یہ بھی ہے وانذر عشیرتک الاقربین۔" (علم الکتاب صفحہ ۶۳)

۳۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کو کئی مرتبہ آیت قرآنی الہام ہوئی:
وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

چنانچہ حضرت مخدوم گیسو درازؒ لکھتے ہیں: "حضرت شیخ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی کسی ماہ میرے سرہانے ایک خوب رو اور خوش جمال لڑکا نمودار ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا: وما ارسلنک الا رحمة للعالمین میں شرمندہ سر جھکا لیتا اور کہتا یہ کیا کہتے ہو؟ یہ خطاب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ یہ بندہ نظام کس شمار میں ہے جو اس کو اس طرح مخاطب کیا جائے۔
(جوامع الکلم ملفوظات گیسو دراز صفحہ ۲۲۶ ڈائری بروز شنبہ ۲۶ شعبان ۸۰۲ھ)

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا الہامات آیاتِ قرآنیہ ہیں۔ اور ایسی آیات قرآنیہ ہیں کہ جن میں خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔

اب کیا یہ مولوی صاحب اپنے ان بزرگوں پر بھی آیات قرآنیہ پر "غاصبانہ قبضہ" کا فتویٰ صادر فرمائیں گے۔

حضرت امام ابن العربیؒ کا امام مہدی کے متعلق مذہب بیان کرتے ہوئے حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ لکھتے ہیں:

(الیواقیت والجواہر- جلد ۲ صفحہ ۸۹ بحث ۴۷)

کہ اس پر شریعتِ محمدیہ نازل ہوگی۔ پس جب امام مہدیؑ پر شریعتِ محمدیہ کا الہاماً نازل ہونا بزرگانِ امت کے عقائد میں ہے تو اندازہ کریں کہ ان مولوی صاحب کے ایسے فتووں کی تان کہاں کہاں جا کر ٹوٹتی ہے۔

○○○

-2-

دوسرا الزام: (تحریف قرآن حکیم لفظی)

مصنف رسالہ نے جماعت احمدیہ پر قرآنِ کریم میں لفظی تحریف کا الزام لگایا ہے اور اس کے ثبوت کے طور پر سات آیات پیش کی ہیں۔

معزز قارئین! قبل اس کے کہ ہم ان مذکورہ آیات کا نمبروار جائزہ لیں' یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کتابت کی غلطیاں کسی بھی ضابطے کے تحت تحریف نہیں کہلاتیں۔ یہ بات علمائے فن کے مسلّمہ اصولوں میں سے ہے۔ تحریف کرنے والا اصل متن کے الفاظ کو جانتے بوجھتے ہوئے تبدیل کرے اور پھر تبدیل کردہ الفاظ کے مطابق اپنا عقیدہ یا موقف بنائے۔ اس لئے کسی بھی کتاب یا تحریر میں خصوصاً الہٰی کتب میں تحریف ایک بڑا گناہ ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اردو کے کاتب عموماً عربی زبان اور علم الاعراب سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے اگر ان کی کتابت کی غلطیاں ہوں اور باوجود سو احتیاط کے پروف ریڈنگ میں بھی وہ نہ پکڑی جا سکیں' انہیں تحریف قرار دینا سخت ناانصافی ہی نہیں صریح بددیانتی بھی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی کتب میں بھی معدودے چند جگہ کتابت کی غلطیاں رہ گئیں لیکن کسی ایک جگہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ ترجمہ اصل آیت کے مطابق نہ ہو اور نہ ہی کسی جگہ استدلال اصل آیات کے مخالف تھا۔

دوسرے یہ کہ وہی آیت جس پر تحریف کا الزام دھرا گیا جب اسی کتاب میں یا کسی دوسری کتاب میں درج کی گئی تو بالکل درست اور اصل الفاظ میں درج کی گئی۔

مزید برآں یہ کہ جب کبھی بھی علم ہوا کہ کسی جگہ سہوِ کتابت ہوئی ہے تو اگلے ایڈیشن میں اس کو درست کر دیا گیا۔

پس ایسی صورت میں کتابت کی کسی غلطی کو تحریف قرار دینا اخفائے حق نہیں تو کذبِ صریح ضرور ہے۔

اس وضاحت کے بعد ہم اب ان آیات کا ایک ایک کرکے جائزہ لیتے ہیں جو

مصنف رسالہ نے بطور اعتراض کے تحریر کی ہیں۔

پہلی آیت : وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ
(ازالہ اوہام ص ۶۲۹، دافع الوساوس، مقدمہ حقیقت اسلام ص ۳۳ روحانی خزائن جلد 3 ص ۴۳۹)

مصنف رسالہ لکھتا ہے کہ "من قبلک" کے الفاظ (وما ارسلنا کے بعد) خارج کرکے تحریف لفظی کی ہے۔ یہاں یہ آیت درج کرتے ہوئے من قبلک کے الفاظ سہو کتابت کی وجہ سے رہ گئے ہیں جبکہ یہی آیت اسی کتاب میں دوسری جگہ من قبلک کے الفاظ کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ پھر ایک اور کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۴۹ طبع اول کے حاشیہ میں بھی یہ آیت اپنے پورے الفاظ کے ساتھ تحریر شدہ ہے۔

نیز بعد کے ایڈیشن میں مذکورہ بالا صفحہ ۴۳۹ (روحانی خزائن جلد ۳) پر کتابت کی اس غلطی کی تصحیح کرلی گئی ہے۔

دوسری آیت : ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم
(جنگ مقدس صفحہ ۱۹۳، ۵ جون ۱۸۹۳)

مصنف رسالہ نے لکھا ہے " وجاھدوا باموالکم وانفسکم کو خارج کرکے فی سبیل اللہ کو آخر سے اٹھا کر درمیان میں رکھ دیا ہے"۔

مولوی صاحب کا یہ فقرہ ان کی بددیانتی اور بدبختی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
قارئین کرام ! حضرت مرزا صاحب نے سورۃ توبہ کے رکوع نمبر ۳ کا حوالہ دیا ہے۔ نہ کہ رکوع ۶ کا۔ رکوع ۳ میں جو آیت ہے وہاں نہ باموالکم وانفسکم ہے اور نہ ہی فی سبیل اللہ آخر میں ہے بلکہ وہاں الفاظ "فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم" ہی ہیں۔ یعنی فی سبیل اللہ پہلے ہے اور باموالکم وانفسکم کی بجائے باموالھم وانفسھم اس کے بعد ہے۔

اب ان مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ یہاں باموالھم وانفسھم کی بجائے باموالکم وانفسکم لکھ دیا جائے اور فی سبیل اللہ کے الفاظ شروع سے اٹھا کر بعد میں لکھے جائیں، قرآن کریم میں تحریف کی جسارت نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ مولوی صاحب

جو قرآن کریم کی آیات کو بدلنے پر دوسروں کو ترغیب دے رہے ہیں، کیا خود سورۃ توبہ کی اس آیت میں اسی طرح تبدیلی کرنے کی بے باکی کریں گے جس طرح کہ یہ دوسروں سے کرانا چاہتے ہیں؟ یہ لوگ تعصب اور بے باکی میں حد سے اس قدر تجاوز کر چکے ہیں کہ قرآن کریم کی آیات میں تبدیلی کی تحریض سے بھی گریز نہیں کرتے۔

تیسری آیت : کل شئی فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۶)

یہ آیت اسی کتاب ازالۂ اوہام میں صفحہ ۴۳۴ (روحانی خزائن جلد ۳) پر درست یعنی "کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" الفاظ میں درج ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے یہی آیت اپنی کتب چشمہ معرفت، اسلامی اصول کی فلاسفی، ست بچن، میں بھی تحریر فرمائی ہے اور درست الفاظ میں تحریر فرمائی ہے۔ پس کسی ایک جگہ کتابت کی غلطی کی صورت میں شائع ہو جانا، سوائے اس کے کہ کسی کی نیت خراب ہو، کوئی اسے محرّف و مبدّل قرار نہیں دے سکتا۔

جہاں تک مصنّف رسالہ کے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ "دو آیتوں کو ایک آیت تحریر کیا ہے" ہم اس کے جواب میں بکثرت مثالوں میں سے صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور حضرت علیؓ نے روایت فرمایا ہے اور امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں کتاب الدّعوات میں درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام الی الصلاۃ قال وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین۔

(جامع الترمذی : جزو خامس ۔ ابواب الدعوات باب ماجاء فی الدعاء عند افتتاح الصلاۃ باللیل ۔ الطبعۃ الثانیہ ۔ دارالفکر للطباعۃ والنشر بیروت)

اس میں تین آیات مذکور ہیں۔ پہلی سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۸۰ ہے اور دو

آیات اسی سورۃ کی نمبر ۱۶۳، ۱۶۴ ہیں دو مختلف جگہوں سے لے کر ان تینوں آیات کو ایک ہی آیت تحریر کیا گیا ہے۔ پس کیا یہ مولوی صاحب اس پر اور کتب احادیث میں ایسی دیگر بکثرت مثالوں پر وہی اعتراض کریں گے جو یہ کتاب ازالہ اوہام میں مذکور آیات کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام پر کرتے ہیں۔ اور کیا یہ نعوذ باللہ حضرت نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اور امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ پر بھی ویسے ہی حملہ کی جسارت کریں گے جیسا کہ یہ حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں۔ اگر یہ ایسی جرات کر سکتے ہیں تو کر کے دیکھیں۔

چوتھی آیت: اٰناٰ اٰتیناک سبعا من المثانی والقراٰن العظیم

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸)

اس پر مصنف رسالہ لکھتا ہے "ولقد غائب اٰتاٰ زائد قرآن میں 'ن' پر زبر ہے اور کتاب میں زیر ہے۔ العظیم کے 'م' پر زبر اور مرزا صاحب کی کتاب میں زیر ہے۔ عجیب بات ہے کہ اشاریہ براہین احمدیہ صفحہ ۳۷ میں اس آیت کو صحیح لکھا گیا ہے۔" (رسالہ ہذا صفحہ ۴)

معزز قارئین! دیکھئے مولوی صاحب خود پکڑے گئے۔ خود اقرار کر رہے ہیں کہ دوسری جگہ یہ آیت درست درج کی گئی ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ کتاب کے متن میں کتابت کی غلطی ہوئی ہے اور دوسری جگہ یہی آیت درست لکھی ہوئی ہے' عوام الناس کو محض دھوکا دینے کے لئے لکھ رہے ہیں کہ تحریف کی گئی ہے۔

پانچویں آیت: الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ذٰلک الخزی العظیم

(حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۳۰)

اس پر اعتراض ہے کہ "یدخلہ اپنی طرف سے داخل کیا ہے اور فان لہ نار جھنم کو خارج کر دیا ہے"۔

قارئین کرام! یہ بھی سہو کتابت ہے۔ لیکن ترجمہ میں جہنم کا لفظ ہی لکھا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ سہو ہے اس لئے اسے تحریف قرار دینا بددیانتی ہے۔ جبکہ

بعد کے ایڈیشن میں آیت کے الفاظ کی بھی درستی کرلی گئی ہے۔ اس درستی کے بعد ایسے اعتراض کو بددیانتی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

چھٹی آیت : یا یھا الذین امنو ان تتقو اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویجعل لکم نورا تمشون بہ

(دافع الوساوس ۱۷۷ آئینہ کمالات اسلام)

مصنف رسالہ اس پر اعتراض کرتا ہے کہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ داخل کیا اور ویغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم خارج کیا۔

معزز قارئین ! یہ طریق جو حضرت مرزا صاحب نے اختیار فرمایا کہ مختلف آیات قرآنیہ کو مسلسل لکھ کر مضمون کو مربوط و منظم کیا ہے یہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سنت ہے اسی طریق پر چلتے ہوئے آپ نے اپنے کلام کو مزین کیا ہے اور اسی پاک سنت کی تبرک کے طور پر پیروی کی ہے۔ لیکن یہ مولوی صاحب جن کو نہ ادب کا علم ہے نہ ادب کا سلیقہ وہ اس کو تحریف قرار دیتے ہیں اور یہ بھی حیا نہیں کرتے کہ زبان درازی کی زد کس پر پڑتی ہے۔

دیکھئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدعو بھذہ الدعوات عند الکرب لا الہ الا اللہ العلیم العظیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السموات السبع و رب العرش الکریم

(مسند احمد بن حنبل جلد ا ص 339 مصری روایات حضرت عبداللہ بن عباسؓ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت و بخاری کتاب الدعوات)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں علی الترتیب سورۂ توبہ کی آیت ۱۳۰ اور سورۂ المومنون کی آیت ۸۷ اور ۱۱۷ کے بعض حصّوں کو اکٹھا کیا ہے۔ یہی پاک طریق حسب ذیل فرمودات میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: " من دخل السوق فقال لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی و یمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر

وھو علی کل شی قدیر" کتب اللہ لہ الف الف حسنۃ ومحی عنہ الف الف سیئۃ ورفع لہ الف الف درجۃ" -

(جامع الترمذی - ابواب الدعوات - باب ما یقول اذا دخل السوق) نیز

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق الباری المصور

(جامع الترمذی - ابواب الدعوات باب جزو الخامس - الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۸۳ء دار الفکر للطباعۃ و النشر بیروت)

احادیث میں بکثرت ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاک سنّت کا ثبوت ملتا ہے کہ مختلف آیات کے مختلف حصّوں کو ملا کر مضمون مرتّب فرمائے گئے ہیں اور یہ نکھٹے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ تحریف قرآن ہے اور قرآن کریم میں ردّ و بدل ہے۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔

ساتویں آیت: وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ (براھین احمدیہ ۳۴۸)

معاند اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ناظرین دیکھئے اصل آیت من رسول تک تحریر کی گئی آگے اپنی طرف سے ساری عبارت لگائی اور محدث کا لفظ جو سارے قرآن مجید میں نہیں ہے داخل کر دیا - یہ سارا ڈھونگ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو محدث و ملہم من اللہ ثابت کرنے کے لئے رچایا"۔

قارئین کرام! براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۵ روحانی خزائن جلد ۱ کی جس عبارت کو مصنف رسالہ نے نقل کیا ہے اور نقل کرنے کے بعد جو حملہ حضرت مرزا صاحب پر کیا ہے دیکھئے یہ حملہ حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ پر کیا گیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی بیان فرمودہ عبارت ملاحظہ فرماویں کہ:

> "آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں۔ کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدّث پیدا ہوں گے اور محدّث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ ہوتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ ابنِ عباسؓ کی قرأت میں آیا ہے **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الّا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ** پس اس آیت کی رو سے بھی جس کو بخاری نے بھی لکھا ہے محدّث کا الہام یقینی اور قطعی ثابت ہوتا ہے۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۵ روحانی خزائن جلد ۱)

حضرت مرزا صاحب نے اس آیت میں **ولا محدث** کا لفظ از خود داخل نہیں فرمایا بلکہ اس آیت کی ایک دوسری قرأت کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور اسے تفسیر روح المعانی میں حضرت علامہ آلوسی نے اور تفسیر الدرّ المنثور میں حضرت امام جلال الدین سیوطی کے علاوہ متعدد کتب تفاسیر میں دیگر مفسّرین نے درج فرمایا ہے۔ پس ان مولوی صاحب کا حملہ حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ حضرت ابن عباسؓ پر ہے یا پھر ان مفسّرین پر جن کی بزرگی کے یہ خود بھی قائل ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کہیں ان مولوی صاحب نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سنّت اور مبارک طریق پر زبان دراز کی ہے تو کہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ کی روایت کردہ قرأت کو تحریف کا نام دیا ہے اور اس طرح گستاخِ رسولؐ اور گستاخِ صحابہؓ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

مصنف رسالہ نے حضرت مرزا صاحب کی اسی (۸۰) سے زائد کتب میں سے صرف سات آیات ایسی پیش کی ہیں جنہیں وہ محض ظالمانہ طور پر تحریف قرار دیتا ہے۔ اس کی پیش کردہ سب آیات کے متعلق ہم نے وضاحت کر دی ہے اور قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ یہ تحریف ہرگز نہیں۔ قبل اس کے کہ ہم قارئین پر یہ واضح کریں کہ آیات قرآنیہ میں ایسی غلطیاں ہر مصنف سے ممکن ہیں اور اس کے ثبوت کے لئے چند نمونے مشتے از خروارے پیش کریں، یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ مذکورہ بالا رسالہ جس کا نام مصنف نے "قرآن مجید میں ردّ و بدل" رکھا ہے، ۱۹۸۹ء میں شائع کیا گیا ہے جبکہ اس سے کئی سال قبل حضرت مرزا صاحب کی کتب میں ایسی آیات جن میں کتابت کی غلطی ہوئی تھی، ان کی تصحیح کر لی گئی تھی اور جن آیات کا مصنف رسالہ نے ذکر کیا ہے وہ درست شکل میں تحریر ہیں۔ پس اس کے بعد مصنف کا شور و غوغا اس کی بدنیتی کا واضح ثبوت ہے۔

اب قارئین کی تسلی کے لئے چند نمونے تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ علم ہو کہ ایسی غلطیاں ہر جگہ ہوتی ہیں۔ پس کیا یہ مولوی صاحب ان سب پر بدزبانی پر اتر آئیں گے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:۔

اما ان الظن لا یغنی عن الحق شیئا (جلد ۱ صفحہ ۱۵۶ مکتوب ۱۵۳)

جبکہ اصل آیت ہے:

"وان الظن لا یغنی من الحق شیئا" (سورۃ النجم: ۲۹)

۲۔ علامہ سید محمد سلیمان صاحب ندوی لکھتے ہیں:۔

فان اللہ بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۵ دسمبر ۱۹۵۴ صفحہ ۵)

اصل آیت:

فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب (سورۃ البقرہ: ۲۵۹)

۳۔ مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

فی ایاما نحسات (مضامین البلاغ)

اصل آیت ۔ فی ایام نحست (حم سجدہ : ۱۷)

پھر لکھتے ہیں

۴۔ فلی تصریق لحق بالامن (مضامین البلاغ)

اصل آیت ۔ فلی الفریقین لحق بالامن (الانعام ۔ ۸۲)

۵۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیو بندی مسلمانوں کے روحانی و دینی پیشوائے طریقت و مجدد کہے جاتے ہیں۔ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

یحلون فیہا من اساور (بہشتی زیور پہلا حصہ صفحہ ۵ مطبوعہ نومبر ۱۹۵۳ء)

اصل آیت یحلون فیہا من اساور (کہف ۔ ۳۱)

۶۔ دیو بندی تحریک کے مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن کے فتاویٰ میں آیت لکھی ہے:۔

"و خلق لکم کھیئۃ الطیر" (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد پنجم صفحہ ۱۳۰)

اصل آیت انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر ۔ (العمران: ۴۹)

۷۔ "امیر شریعت" سید عطاء اللہ شاہ بخاری لکھتے ہیں :۔

ترھبون بیع عدو اللہ (خطبات صفحہ ۸۷)

اصل آیت : ترھبون بہ عدو اللہ (انفال : ۶۰)

۸۔ ویضع عنھم امرھم والا غلال التی کانت علیھم (خطبات صفحہ ۶۳)

اصل آیت : ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (اعراف : ۱۵۸)

"امیر شریعت" سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کی تقریروں کا ایک مجموعہ مکتبہ تبصرہ لاہور نے "خطبات امیر شریعت" کے نام سے شائع کر رکھا ہے جس کے دیباچہ میں لکھا ہے: شاہ جی اپنی تقریر کے دوران آیات قرآنی کی تلاوت کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ قرآن کی آیات آسمان سے نازل ہو رہی ہیں۔" اس سے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں

۹ ۔ علی قلبک لتکون نذیرا للعلمین ○ (خطبات صفحہ ۳۲)

اصل آیت : علی قلبک لتکون من المنذرین ○ (الشعراء: ۱۹۵)

۱۰۔ ولا تخطہ بیمینہ وما تدری الکتاب (خطبات صفحہ ۳۵)

اصل آیت : ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون ○ (عنکبوت : ۴۸)

۱۱۔ ممتاز محقق و مولف علامہ سید مناظر احسن گیلانی نے حضرت شاہ اسمٰعیل مجدد صدی سیزدھم کی شہرہ آفاق تصنیف "طبقات" کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس میں سے چند حوالے مع اصل آیت کے درج ذیل ہیں :۔

وارسینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ (طبقات صفحہ ۱۴ ناشر البحۃ العلمیۃ ' حیدر آباد)

اصل آیت واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ (قصص : ۸)

۱۲۔ امیر اهلحدیث حضرت العلام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے آیت یوں پڑھی :

"وان الساعۃ اتیہ لا ریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور"

(الاعتصام مورخہ ۲۸ جون ۱۹۶۳ صفحہ ۲)

اصل آیت وان الساعۃ اتیۃ لا ریب فیھا و ان اللہ یبعث من فی القبور (حج : ۸)

۱۳۔ مولانا کوثر نیازی صاحب وزیر اوقاف و اطلاعات اپنی کتاب میں ایک آیت نقل کرتے ہیں :

لنھم من بعد خوفھم امنا

("اسلام ہمارا دین" صفحہ ۷۳ ناشر فیروز سنز لمیٹڈ)

اصل آیت : ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا (نور : ۵۶)

۱۴۔ مولانا کوثر نیازی صاحب کی ایک کتاب بصیرت میں ایک آیت نقل ہے :

لو شاء اللہ ما اشرکوا ولا اباونا

(بصیرت صفحہ ۱۷۷ ناشر فیروز سنز لمیٹڈ)

اصل آیت : لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباونا

(سورہ انعام : ۱۴۹)

۱۵۔ مولانا کوثر نیازی صاحب کی ایک اور کتاب میں ایک آیت یوں درج ہے :۔

وما ینزغنک من الشیطان نزغ۔

(تخلیق آدم صفحہ ۷۵ ناشر فیروز سنز لمیٹڈ)

۱۶۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی آیت قرآنی کو اس طرح لکھتے ہیں :۔

" عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ" ۔

(الملفوظ حصہ اول صفحہ ۸۸)

اصل آیت: علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول (سورۃ الجن: 25 و 26)

۱۷۔ مشہور بریلوی عالم مولانا سیّد محمود احمد صاحب رضوی مدیر رضوان نے لکھا:۔
ولو ان القری امنو واتقو لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض۔
(ہفت وار رضوان لاہور اپریل ۱۹۶۳ء صفحہ ۳)

اصل آیت: ولو ان اھل القری امنوا واتقو لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض (سورۃ اعراف: ۹۷)

۱۸۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق صاحب درج کرتے ہیں:۔
اطیعوا اللہ والرسول واولی الامر منکم
(حرف محرمانہ (احمدیت پر ایک نظر) صفحہ ۲۴ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

اصل آیت: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (سورہ النساء: ۶۰)

۱۹۔ مولانا حافظ محمد جاوید صاحب روپڑی مدیر "تنظیم اہلحدیث" لاہور لکھتے ہیں۔
"مزاہامنام ممن کتم شہادۃ عندہ مولاللم"۔
("تنظیم اہلحدیث" ۱۰۔۱۷ نومبر ۱۹۶۷ صفحہ ۳)

اصل آیت: ومن اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللہ ○ (سورۃ البقرہ: ۱۴۱)

ایسی بیسیوں مثالیں ہیں جن میں سے صرف ۱۹ آیات جو مصنفین کی کتب میں غلط طور پر لکھی گئی ہیں پیش کی گئی ہیں تاکہ حقیقت حال سمجھنے میں آسانی ہو۔

○○○

تیسرا الزام: کلمہ طیّبہ اور درود شریف میں تحریف

(i) کلمہ طیّبہ کا ذکر کرتے ہوئے مصنّف رسالہ نے جماعت احمدیہ کی طرف یہ کلمہ منسوب کیا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ احمد رسول اللہ اور اس کے ثبوت کے طور پر رسالہ Africa Speaks سے احمدیہ سنٹرل ماسک ایجبوڈے نائجیریا کی تصویر دی ہے۔

مصنّف رسالہ جس نے اپنا نام اس رسالہ پر نہیں لکھا اس کے اس الزام کا سیدھا اور سادہ جواب قرآن کریم کی زبان میں تو یہ ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکٰذبین۔

معزز قارئین ! یہ بہتان ایسا ہے کہ جس کا جواب بار بار جماعت احمدیہ کی طرف سے دیا گیا ہے اور بار بار یہ کہا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا کلمہ سوائے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور کوئی نہیں! ہرگز کوئی نہیں !! ہرگز ہرگز کوئی نہیں!!! مگر یہ جھوٹ بولنے والے مولوی تقویٰ سے کلیتہً خالی ہو کر جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں' افتراء پر افتراء باندھے چلے جاتے ہیں۔ ہم ایک دفعہ پھر یہ واضح کرتے ہیں کہ ہمارا کلمہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والا کلمہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہے۔ اس کے سوا کوئی اور کلمہ اگر ہماری طرف منسوب کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔

نائجیریا میں جس مسجد کی تصویر اس رسالہ میں دی گئی ہے اس پر ہرگز احمد رسول اللہ نہیں لکھا ہوا بلکہ محمدؐ رسول اللہؐ ہی لکھا ہوا ہے۔ یہ کلمہ کسی اردو اور عربی جاننے والے کاتب نے نہیں لکھا بلکہ ایک نائجیرین نے لکھا ہے جس نے اپنی طرز میں "م" کو ذرا لمبا کر کے لکھا ہے۔ اسی طرح رسول میں "س" کے دندانے بھی

بہت لمبے بنائے ہیں اور یہ وہاں کی طرز تحریر ہے۔ اصل تصویر کا ہم عکس پیش کرتے ہیں۔

قارئین! ملاحظہ فرمائیں یہاں محمدؐ ہی لکھا ہوا ہے' یہ احمد ہو ہی نہیں سکتا یہ لکھا اس طرز پر گیا ہے کہ اگر "م" اور "ح" کے درمیان فاصلہ ڈالیں گے تو یہ الحمد ہو جائے گا۔

سب سے پہلے یہ دجل شورش کاشمیری مدیر رسالہ چٹان نے کیا تھا اور الحمد میں "م" اور "ح" کے درمیان خلا کرکے یہ تصویر شائع کی اور اس پر اپنے جھوٹے پراپیگنڈے کی بنا ڈالی۔ لیکن معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی اس دجل کو پکڑ سکتا ہے۔ اگر "م" کو علیحدہ بھی کر دیا جائے تو بھی یہ احمد نہیں بنتا۔ "الحمد" میں "ح" کے اوپر جو ڈنڈا ہے اس کا یہاں کوئی کام ہی نہیں۔ پس وہاں محمدؐ ہی لکھا ہوا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

یہ جواب جماعت احمدیہ کی طرف سے پہلے بھی شائع کیا جا چکا ہے لیکن یہ ملّاں لوگ جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے۔ زبان سے تو سچ کی نمائندگی کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور تعلق جھوٹ سے باندھا ہوا ہے۔

جماعت احمدیہ نے ساری دنیا میں مساجد بنائی ہیں۔ اگر کلمہ بدلنا تھا تو ساری دنیا میں کیوں نہ بدلا۔ کیا صرف نائجیریا میں ہی گمراہ کرنے کے لئے کلمہ بدلنا تھا اور وہ بھی ایک ایسے علاقہ میں جس میں مسلمان کثرت سے موجود ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کو تو عقل نہ آئی! صرف پنجاب کے ملّاں کو آ گئی!! ------ یہ ہے سرا سر جھوٹ اور افتراء جو جماعت احمدیہ پر باندھا جا رہا ہے۔

پاکستان میں احمدیوں پر ہزاروں کی تعداد میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کی وجہ سے جو مقدمات درج ہوئے اور ہو رہے ہیں وہی مولویوں کو جھوٹا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ جس کا کلمہ احمد رسول اللہ ہو اس کے خلاف محمد رسول

مسجد اجیوڈے نائجیریا

اللہ کی وجہ سے مقدمات درج کرنے کا مطلب ہی کیا ہے؟ کیا مولوی یہ نہیں چاہتا کہ احمدی یہ کلمہ چھوڑ دیں؟ اور پھر جس پر مقدمہ درج کیا گیا ہو وہ کیوں نہیں کہتا کہ اس کا کلمہ محمد رسول اللہ نہیں بلکہ احمد رسول اللہ ہے۔ سارے کیس چھان ماریں۔ ایک احمدی بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جس نے مقدمہ درج ہونے پر یہ کہا ہو کہ اس کا کلمہ احمد رسول اللہ ہے۔ ہر ایک کی زبان پر ایک ہی اقرار تھا اور ایک ہی گواہی تھی کہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ۔ لیکن ان مولویوں میں سے کون ہے جو کلمہ طیبہ کی وجہ سے جیل میں گیا ہو۔ احمدیوں پر یہی تو الزام ہے کہ وہ کلمہ طیبہ کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت 'کوئی صعوبت' کوئی تشدد ان کو اس کلمہ سے جدا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ الودود فرماتے ہیں:۔

"احمدی کسی قیمت پر بھی کلمہ سے جدا نہیں ہوں گے۔ ان کی زندگیاں ان کو چھوڑ سکتی ہیں مگر کلمہ احمدی کو نہیں چھوڑے گا اور احمدی کلمہ کو نہیں چھوڑے گا۔ ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر سکتی ہے مگر کلمہ کو ساتھ لے کر اٹھے گی اور ناممکن ہے کہ ان کی روح سے کلمہ کا تعلق کاٹا جائے۔ ان کی رگِ جان تو کاٹی جا سکتی ہے مگر کلمہ طیبہ کی محبت کو ان سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ احمدیوں کی کیفیت تو یہ ہے کہ جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وجود کو جب خطرہ تھا تو انصار کے دل سے ایک بے ساختہ آواز اٹھی تھی کہ یارسول اللہ! ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے! اور آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے! آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ اور خدا کی قسم! دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ نکلے!!

آج حضرت اقدس محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وجود تو ہم میں نہیں ہے لیکن آپ کی یہ پاک نشانی ہمیں دل و جان سے زیادہ پیاری ہمارے اندر موجود ہے۔ یعنی وہ کلمہ طیبہ جس میں توحیدِ باری تعالیٰ کا محمدؐ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ اتصال ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی عزیز تر ہو سکتا ہے انسان کو، وہ سب اس میں مجتمع ہے اس لئے ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے یہ وعدہ ضرور کرتے ہیں کہ اے خدا کے پاک رسول! جو سب محبوبوں سے بڑھ کر ہمیں محبوب ہے۔ خدا کی قسم! تیری اس پاک نشانی تک ہم لوگوں کو نہیں پہنچنے دیں گے اور اس کے دائیں بھی لڑیں گے اور اس کے بائیں بھی لڑیں گے، اس کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن کے ناپاک قدم نہیں پہنچ سکیں گے کہ جب تک ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے یہاں تک نہ پہنچیں۔ اس لئے یہ تو ہر احمدی کے دل کی آواز ہے------ یہ وہ زبان اور سچی زبان ہے جو احمدی کے دل کی زبان ہے۔ آسمان کا خدا اس زبان کو سنے گا اور اسے ضائع نہیں کرے گا۔" (خطبہ ۱۹۸۴-۱۲-۷)

پس ایسی پاک اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم جماعت جس کی تعلیم یہ ہو اور جس کا علم یہ ہو، اس پر یہ الزام کہ اس نے کلمہ طیبہ بدلا ہے، انصاف اور انسانیت سے گری ہوئی بات ہے۔

کلمہ بدلا کس نے؟ اس کا اصل مجرم کون ہے؟ اس کی نشاندہی ہم کرتے ہیں۔ وہ ان مولویوں کے آباؤ اجداد ہیں۔ چنانچہ دیکھیں کس نے کلمے بدلے اور کس کس کے کلمے جاری کئے گئے:۔

۱۔ لاالہ الااللہ اشرف علی رسول اللہ (الامداد، صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵)

۲۔ لاالہ الااللہ چشتی رسول اللہ (حسنات العارفین صفحہ ۳۴، فوائد فریدیہ صفحہ ۸۳)

۳۔ لاالہ الااللہ معین الدین رسول اللہ (ہفت اقطاب صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں)

اس کلمہ کے ساتھ دعائے منظوم بھی درج ہے۔

جو وقت اخیر میں ہو تیاری   نظر میں صورت رہے تمہاری
زبان پہ کلمہ یہی ہو جاری   کہ یا محمد معین خواجہ

۴۔ لاالہ الااللہ مہر علی شاہ رسول اللہ (سیف رحمانی اور کڑک آسمانی صفحہ ۵)

ooo

(ii) مصنف رسالہ نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ جماعت احمدیہ نے (نعوذ

باللہ) درود شریف میں تبدیلی کی ہے۔ اپنے اس جھوٹ کی تائید میں اس نے افتراء کرتے ہوئے یہ عبارت بھی تراشی ہے کہ

اللھم صل علی محمد واحمد و علی ال محمد واحمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد واحمد وعلی ال محمد و احمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید

اور اسے ضیاء الاسلام پریس قادیان سے مطبوعہ رسالہ "درود شریف" کی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ اس کے صفحہ ۴۴ پر لکھا ہوا ہے۔

معزز قارئین! یہ رسالہ دراصل عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مدح نبویؐ میں ایک دلکش رسالہ ہے۔ اس کا ایک ایک صفحہ اور ایک ایک سطر پڑھ جائیں کہیں بھی آپ کو یہ عبارت نظر نہیں آئے گی جو اس مولوی نے محض افتراء کے طور پر درج کی ہے اور ذرا خدا کا خوف نہیں کھایا کہ وہ مفتری کا دشمن ہے اور افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اسی وجہ سے اس مولوی نے رسالہ پر اپنا نام طبع کرنے سے گریز کیا ہے اور لوگوں سے چھپایا ہے لیکن کیا وہ خدا تعالیٰ سے بھی چھپ سکتا ہے؟

قارئین کرام! جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ مذکورہ رسالہ "درود شریف" مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں کسی جگہ بھی وہ عبارت درج نہیں جس پر اس مولوی نے اپنے افتراء کی بنیاد رکھی ہے اور صفحہ ۴۴ جس کا اس نے حوالہ دیا ہے وہ تو حضرت مرزا صاحب کے مدح نبویؐ میں ایک فارسی قصیدہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس صفحہ پر پہلا شعر یہ ہے۔

بر سرِ وجد است دل تا دید روئے او بخواب
اے برآں رو و سرش جان و سر و رویم نثار

کہ جب سے میں نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار کیا ہے تب سے میرا دل وجد کر رہا ہے اور میرا سر اور میری جان اور منہ سب اس کے سر اور منہ پر قربان ہیں۔

اسی رسالہ کے صفحہ ۷۹ پر حضرت مرزا صاحب کا یہ ارشاد درج ہے۔ فرمایا:۔

"درود شریف وہی بہتر ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا اور وہ یہ ہے:۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ "

پس اس مولوی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے یہی کافی ہے۔

ooo

چوتھا الزام: (قرآن کے بارہ میں کفریہ عقائد)

اس الزام کے تحت مصنّف رسالہ نے جماعت احمدیہ پر سات بہتان باندھے ہیں۔

۱۔ قصّے کہانیوں کی کتاب --- "قرآن پہلوں کی قصّے کہانیاں ہیں۔"
(آئینہ کمالات اسلام مطبع لاہوری صفحہ ۲۹۴)

معزز قارئین! جس طرح پہلے اس مولوی نے ہر بات میں پورا پورا افتراء باندھا ہے ' اس اعتراض کی بھی وہی حیثیت ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" قرآن کریم کی خوبیوں اور عظمتوں اور اس کے کمالات کے بیان میں ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ اس نے ہر مخالف اسلام کا منہ بند کر کے رکھ دیا ہے اور جو شخص اس کتاب کو پڑھتا ہے وہ اس کی خوبیوں سے انکار نہیں کر سکتا۔

مولوی صاحب نے اس کتاب کے جس صفحہ کا حوالہ دے کر اعتراض کیا ہے وہ نہ اس صفحہ پر موجود ہے' نہ ساری کتاب میں کسی بھی جگہ پر۔ مولوی صاحب نے صریح جھوٹ بولا ہے۔

اس اعتراض کو پڑھ کر مزید حقیقت کھل گئی کہ اصل رسالہ پر مولوی کا نام کیوں نہیں لکھا گیا۔

حضرت مرزا صاحب کی کتاب چشمۂ معرفت سے ایک عبارت من و عن ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مولوی کس قدر جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

> "اور جس قدر قرآن شریف میں قصّے ہیں وہ بھی درحقیقت قصّے نہیں بلکہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو قصّوں کے رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ ہاں وہ توریت میں تو ضرور صرف قصّے پائے جاتے ہیں مگر قرآن شریف نے ہر ایک قصّہ کو رسولِ کریمؐ کے لئے اور اسلام کے لئے ایک پیشگوئی قرار دے دیا ہے اور یہ قصّوں کی پیشگوئیاں بھی کمال صفائی سے پوری ہوئی ہیں۔ غرض

قرآن شریف معارف و حقائق کا ایک دریا ہے۔ اور پیشگوئیوں کا ایک سمندر ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی انسان بجز ذریعہ قرآن شریف کے پورے طور پر خدا تعالیٰ پر یقین لا سکے کیونکہ یہ خاصیت خاص طور پر قرآن شریف میں ہی ہے کہ اس کی کامل پیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دور ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب والا محض قصّہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے مگر قرآنِ شریف اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور یقین کا نور انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے۔ اور وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۲۷۱)

○○○

نمبر۲: صرفی نحوی غلطیاں --- "قرآن میں صرفی و نحوی غلطیاں ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۰۲)

جو شخص حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کا معمولی سا بھی مطالعہ کرے وہ ایسی بات آپ کی طرف منسوب کرنے کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔

معزّز قارئین! مولوی صاحب نے اس مذکورہ بالا عبارت کا حوالہ کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۰۲ سے دیا ہے۔ جیسا کہ ہمیں پہلے امید تھی وہاں کوئی عبارت ایسی موجود نہیں لیکن اس خیال سے کہ شاید ایسی عبارت کہیں مل جائے جس کو حسبِ عادت توڑ مروڑ کر مولوی صاحب نے غلط عبارت بنا لی ہو' ہم نے ساری کتاب کا از سرِ نو مطالعہ کیا تو صفحہ ۳۱۷ پر ایک عبارت تھی۔ اب بجائے اس کے کہ مولوی صاحب کے فرضی اعتراض کا جواب دیا جائے اسی عبارت کو شائع کرنا کافی ہے جو خود بول رہی ہے کہ یہ ایک عاشقِ قرآن کی تحریر ہے نہ کہ نعوذ باللہ کسی شاتم قرآن کی۔ فرمایا

"بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں

قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت ان هذان لساحران۔ انسانی نحو کی رو سے ان هذین چاہئے۔ منہ"۔ (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۱۷)

حضرت مرزا صاحب کے اس عارفانہ کلام میں سوائے اس کے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ انسانی گرائمر کلامِ الٰہی کے سامنے عاجز ہے اور قرآنی نظائر کے سامنے انسان کی بنائی ہوئی صرف و نحو کے قواعد اپنی کوتاہ دستی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کو اس صرف و نحو پر نہیں پرکھا جائے گا جو انسان کی بنائی ہوئی ہے۔ بلکہ اس صرف و نحو کو قرآن کریم پر جانچا جائے گا۔ پس قرآن کریم حاوی اور بالا ہے ہر گرائمر پر اور گرائمر کے ہر قاعدہ پر۔ پس مولوی صاحب کو اگر جھوٹ لکھتے ہوئے شرم نہیں آئی تو کم از کم کچھ حیا کرتے ہوئے قرآن کریم کے الٰہی کلام کو انسانی قواعد کا پابند کرنے کی بے باکی تو نہ کرتے۔

جہاں تک اس آیت کریمہ **"ان هٰذٰن لسٰحرٰن"** کا تعلق ہے جو حضرت مرزا صاحب نے محولہ بالا عبارت میں تحریر فرمائی ہے اس پر یہی بحث امت کے بزرگ مفسّرین نے بھی کی ہے جو متعدد کتب تفاسیر میں مذکور ہے۔ حضرت امام فخرالدین رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت سعید بن جبیرؓ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم سے اس آیت کی قرأت **ان هذین لساحران** درج کی ہے اور لکھا ہے کہ اس میں نحویوں نے اختلاف کیا ہے اور اس کی کئی وجوہ بیان کی ہیں جن میں سے اوّل اور قوی وجہ یہ ہے کہ یہ بعض عربوں کی زبان ہے۔ اسے قبیلہ کنانہ اور قبیلہ ربیعہ کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔ (دیکھیں تفسیر کبیر از امام فخرالدین رازی جلد ۲۲ صفحہ ۷۳ سورۃ طٰہٰ زیر آیت هذا مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت)

اسی طرح حضرت امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان میں اسی مضمون کو جو حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے، بڑی شرح و بسط کے ساتھ اور مثالیں دے دے کر بیان فرمایا ہے۔ جس سے قرآن کریم کے اعجاز اور الٰہی کلام کی بے نظیری کا ثبوت ملتا ہے نہ کہ اس کے نقائص اور عیوب ظاہر ہوتے ہیں۔ پس یہ مولوی صاحب اگر پھر بھی حملہ کرنے سے باز نہیں آتے تو کیا یہ حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھ امت کے مفسّرین پر بھی حملہ کرنے کی جسارت کریں گے؟

○○○

نمبر ۳ - قرآن اور میری وحی ایک ہیں ----- قرآن کریم اور میری وحی میں کوئی فرق نہیں"۔ (نزول مسیح صفحہ ۹۹)

مصنف رسالہ نے یہ عبارت حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کی ہے اور حوالہ کتاب نزول المسیح کے صفحہ ۹۹ کا دیا ہے۔

قارئین کرام! یہ ساری کتاب دیکھ لیں' کہیں بھی یہ عبارت آپ کو نہیں ملے گی۔ اب فیصلہ خود کرلیں کہ یہ مولوی صاحب جھوٹ کے عادی ہیں یا تحریف کے۔

یہ مضمون کہیں بھی کسی بھی کتاب میں موجود نہیں البتہ ایک اور بحث ملتی ہے جو اس قرآنی بیان پر مبنی ہے کہ **لا نفرق بین احد من رسلہ** کہ ایسے مومن نہ ہوں جو رسولوں میں فرق کرنے والے ہوں۔ اس کے پیش نظر اگر خدا کا کلام کسی پر وحی کی صورت میں نازل ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی وجہ سے اور اس پر ایمان لانے کے لحاظ سے اس میں فرق نہیں کیا جائے گا۔ البتہ ایک اور پہلو جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ صاحب وحی کے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے فرق پڑ جاتا ہے جو قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض** کہ ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اس سے ملتی جلتی کوئی عبارت کہیں سنی یا پڑھی ہے مگر اپنی لاعلمی کی وجہ سے اسے سمجھ نہیں سکے یا عمداً ظلم سے کام لے رہے ہیں۔

اگر کوئی ان سے پوچھے کہ کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم' موسیٰ وعیسیٰ و یونس علیہم السلام اور اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام میں کوئی فرق نہیں سمجھتے تو کیا جواب دیں گے؟ اگر کہیں کہ کوئی فرق نہیں کرتے تو کیا دوسرے کو حق ہے کہ عوام کو اشتعال دلائے؟

پس جب قرآن کریم کہتا ہے کہ **لا نفرق بین احد من رسلہ** تو اس کا معنیٰ یہی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحی کے امین ہونے کے لحاظ سے ان میں فرق نہیں اور اسی

طرح ان پر ایمان لانے کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ البتہ صاحب وحی کے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے فرق ہو سکتا اور اس لحاظ سے بھی کہ وحی کے پیغام میں عمومیت ہے یا خصوصیت ' وحی کی ماہیت میں بھی فرق ہو سکتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب جو اپنے آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ خادم اور قرآن کریم کا سچا عاشق یقین کرتے تھے۔آپ نے ہرگز کہیں بھی ان معنوں میں قرآن کی وحی سے اپنے پر نازل ہونے والے کلام الٰہی کا موازنہ نہیں کیا کہ شان اور مرتبہ کے لحاظ سے آپ پر نازل ہونے والی وحی جو قرآن کریم کے الفاظ میں نہیں تھی نعوذ باللہ قرآن کریم کے ہم پلہ تھی۔ لیکن اس نقطہ نظر سے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ وحی ہے اس پر ایمان لانے کے لحاظ سے فرق کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

نمبر۴۔ میرے الفاظ خدا کے الفاظ ہیں ------- "میرے منہ کے لفظ خدا کے لفظ تھے" (تذکرہ صفحہ ۲۰)

یہ بھی حسب عادت ان مولوی صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ تذکرہ میں کہیں بھی یہ عبارت موجود نہیں اور نہ ہی کسی اور کتاب میں یہ موجود ہے۔ البتہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۳ کے حاشیہ میں اس مضمون کی بحث ملتی ہے جو ہم بعینہٖ اسی طرح درج کر دیتے ہیں تا کہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ یہ لوگ کس طرح بات کو توڑ مروڑ کر اس کا غلط مفہوم پیش کر کے حضرت مرزا صاحب کی ذات پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے:۔ "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں"۔

جب آپ نے یہ الہام شائع فرمایا تو:

> "سوال پیش ہوا کہ الہام الٰہی میں "میرے" کی ضمیر کس کی طرف پھرتی ہے؟ یعنی کس کے منہ کی باتیں؟ فرمایا : "خدا کے منہ کی باتیں"۔ اس طرح کے اختلاف ضمائر کی مثالیں قرآن شریف میں موجود ہیں"۔ (بدر ۱۱ جولائی ۱۹۰۷ء ' صفحہ ۶)

اس واقعہ کے سوا اور کوئی ملتا جلتا مضمون حضرت مرزا صاحب کی کسی بھی

کتاب میں موجود نہیں۔ جہاں تک قرآن کریم میں اختلاف ضمائر کی امثلہ کا تعلق ہے چند آیات بطور نمونہ قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

۱۔ سورہ فاتحہ میں ہی غائب کے صیغہ سے بات شروع کرکے ایاک نعبد کہہ دیا اور صیغہ حاضر استعمال کیا۔ اس سے غلط مفہوم نکالنا کسی کا حق نہیں۔

۲۔ والذی نزل من السماء ماء بقدر فانشرنا به بلدة میتا (زخرف: ۱۲)

۳۔ وهو الذی انزل من السماء ماء فاخرجنا به نبات کل شئ (انعام: ۱۰۰)

۴۔ الله الذی ارسل الریاح فتثیر سحابا فسقنه الی بلد میت (فاطر: ۱۰)

ترجمہ: آیت نمبر ۲۔ اور اسی نے بادل سے ایک اندازہ کے مطابق پانی اتارا ہے پھر اس کے ذریعہ ہم نے ایک مردہ زمین کو زندہ کر دیا ہے۔

آیت نمبر ۳۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ہے پھر اس کے ذریعہ ہم نے ہر ایک چیز کی روئیدگی پیدا کی۔

آیت نمبر ۴۔ اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے جو بادل کو اٹھاتی ہیں۔ پھر ہم اس کو ایک مردہ ملک کی طرف ہانک کرلے جاتے ہیں۔

000

نمبر ۵ قرآن اٹھا لیا گیا ---- "قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن حکیم ۱۸۵۷ء میں اٹھا لیا گیا تھا۔"

یہ ایسا ظالمانہ اعتراض ہے کہ جس کا نہ سر ہے نہ پیر۔ حضرت مرزا صاحب کی ساری کتابیں دیکھ لیں کہیں بھی آپ کو ایسا عقیدہ نہیں ملے گا۔ اس ظالمانہ جھوٹ بولنے والے مولوی نے معلوم ہوتا ہے لوگوں کی پھٹکار سے بچنے کے لئے نام نہیں لکھا لیکن خدا کی پھٹکار تو جہاں بھی ظالم ہو اس کو پہنچ جاتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کا ذکر اس مولوی نے ایک مجذوب کے کشف سے لیا ہے جس کو حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب ازالہ اوہام (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱) میں تحریر فرمایا ہے کہ "ضلع لودھیانہ میں ایک نہایت متقی، پارسا اور ولی اللہ مشہور تھے حضرت گلاب شاہ مجذوب۔ قریباً ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنے

ایک صالح موحد اہلحدیث میاں کریم بخش صاحب سے اپنے ایک کشف کا ذکر کیا اور اس کی بناء پر فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور اب قادیان میں عیسیٰ جوان ہوگیا ہے۔ وہ جب دعویٰ کرے گا تو مولوی اس کے مخالف ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ میاں کریم بخش صاحب کے گاؤں جمال پور کے پچاس سے زائد معززین کی گواہیاں شائع شدہ ہیں کہ وہ ایک نہایت راستباز، پاک طینت اور پکے نمازی تھے۔ ان کا بیان پختہ گواہیوں کے ساتھ نیز میاں کریم بخش صاحب کی راستبازی پر مکمل گواہیاں ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۸۱ سے ۴۸۷ پر درج ہیں۔

اس مجذوب کے کشف میں بیان کیا گیا:

"عیسیٰ اب جوان ہوگیا ہے اور لدھیانہ میں آکر قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور قرآن کی رو سے فیصلہ کرے گا اور کہا کہ مولوی اس سے انکار کریں گے۔ پھر کہا کہ مولوی انکار کر جائیں گے۔ تب میں نے تعجب کی راہ سے پوچھا کہ کیا قرآن میں بھی غلطیاں ہیں، قرآن تو اللہ کا کلام ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں ہوگئیں اور شاعری زبان پھیل گئی (یعنی مبالغہ پر مبالغہ کرکے حقیقتوں کو چھپایا گیا جیسے شاعر مبالغات پر زور دے کر اصل حقیقت کو چھپا دیتا ہے) پھر کہا کہ جب وہ عیسیٰ آئے گا تو فیصلہ قرآن سے کرے گا۔"

یہ ایک پرانے بزرگ کی بات ہے حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کی جا رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ کشف ہونے کی وجہ سے ویسے بھی اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ البتہ جس طرح اس بزرگ نے تشریح کی ہے اسے پڑھ کر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد آجاتا ہے کہ:۔

یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ۔" (مشکوۃ - کتاب العلم)

کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب اسلام کا فقط نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کے صرف الفاظ رہ جائیں گے۔

ooo

نمبر۶ ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا ----- "انا انزلناہ قریبا من القادیان۔" ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب نازل کیا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۴، ۷۵)

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکّہ، مدینہ، قادیان" (تذکرہ)

قارئین کرام! حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکّہ اور مدینہ اور قادیان کا۔"

(خطبہ الہامیہ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۶، صفحہ ۲۰ حاشیہ)

پس یہ عالم کشف کی بات ہے۔ اور کشف پر اعتراض کرنا صرف جاہلوں کا کام ہے اب اس کے بعد ہم وہ پورا اقتباس درج کرتے ہیں جس میں سے مصنف نے ایک عبارت اچک کر اس پر اپنے افتراء کی عمارت تعمیر کی ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ " انا انزلناہ قریبا من القادیان " تو میں نے سن کر تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈالی جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔" (ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۷۶ر۷۷)

قارئین کرام! جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں اس تمام عبارت میں کہیں اشارۃً بھی قرآن کریم کے قادیان کے قریب نازل ہونے کا ذکر نہیں پس یہ نتیجہ نکالنا بالکل بجا

ہے کہ اس رسالہ کے مصنف نے عمداً پورا اقتباس پیش کرنے سے اس لئے گریز کیا ہے کہ ایک فقرے سے جو چاہیں نتیجہ نکالیں اور قاری لاعلمی میں ان کے نکالے ہوئے نتیجہ پر ایمان لے آئے۔

اب رہا اس اقتباس کا نفسِ مضمون تو یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ خوابوں کی طرح کشفی نظاروں میں بھی بہت سی تعبیر طلب باتیں دکھائی جاتی ہیں جو ظاہری دنیا کے حقیقی واقعات سے مختلف ہوتی ہیں' انہیں جھوٹ قرار دینے والا بھی پاگل ہوگا اور ان پر اعتراض کرنے والا بھی جاہل مطلق۔ اب دیکھئے!

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں مبارک آپ کی لحد سے جمع کرتے تھے اور ان میں سے بعض کو اختیار کرتے تھے۔ ہیبت کے سبب خواب سے بیدار ہوئے۔"

یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص احسان تھا کہ یہ رؤیا مصنف رسالہ جیسے کسی مولوی کے سامنے بیان نہیں فرمائی۔ ورنہ قیامت برپا ہو جاتی اس کی بجائے آپ نے خدا ترس' عارف باللہ اور عالم دین محمد بن سیرینؒ سے ڈرتے ڈرتے یہ رؤیا بیان کی تو دیکھئے کیسی عمدہ روحانی تعبیر انہوں نے فرمائی اور انہوں نے یہ کہہ کر تسلی کر دی:۔

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور جنابؐ کی سنت کی حفاظت میں تو بہت بڑے درجے تک پہنچے گا۔ یہاں تک کہ اس میں تیرا تصرف ہو جائے گا کہ صحیح اور غلط میں فرق کرے گا۔"

(کشف المحجوب مترجم اردو صفحہ ۱۲۶ باب ذکر تبع تابعین)

پس ایسی بے شمار مثالیں صالحین امت کی زندگیوں میں ملیں گی۔ ہم ان میں سے چند ایک ہدیہ قارئین کر رہے ہیں جو "قرآن مجید میں ردّ و بدل" کے مصنف کو بتانے کو دل نہیں کرتا کیونکہ نہ وہ اس کوچہ سے آشنا ہیں اور نہ اس کوچہ کی باتیں سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ کا درج ذیل کشف ملاحظہ فرمائیں۔

"حضرت مجدد الف ثانی کو ہمیشہ کعبہ شریفہ کی زیارت کا شوق رہتا تھا کیا مشاہدہ فرماتے ہیں کہ تمام عالم انسان' فرشتے' جن' سب کی سب مخلوق نماز میں مشغول ہے اور سجدہ آپ کی طرف کر رہے ہیں۔ حضرت اس کیفیت کو دیکھ کر متوجہ ہوئے۔ توجہ میں ظاہر ہوا کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کے وجود باجود کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس لئے نماز پڑھنے والوں کا سجدہ آپ کی طرف ہوتا ہے۔ اسی اثناء میں الہام ہوا کہ "تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیج دیا ہے اور تمہاری خانقاہ کی زمین کو بھی کعبہ کا رتبہ دے دیا ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا اسی نور کو اس جگہ امانت کر دیا ہے۔" اس کے بعد کعبہ شریف نے خانقاہ مبارک میں حلول کیا اور دونوں کی زمین باہم مل جل گئی۔ اس زمین کو بیت اللہ کی زمین میں فناء اور بقاء اتم حاصل ہوا۔"

(حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضہ قیومیہ صفحہ ۶۸ از حضرت ابو الفیض کمال الدین سرہندی)

اب فرمائیے کہ آپ اس عبارت پر کیا کیا عنوانات سجائیں گے اور کیا کیا پھبتیاں کسیں گے؟ اور کیسے کیسے اعتراض باندھیں گے؟

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے:۔

"ایک روز حضرت قبلہ نے حلقہ نشین علماء کے سامنے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے مصحف حمید یعنی قرآن مجید ہے۔ اور میں اس کے اوپر کھڑا ہوا ہوں۔ اس خواب کی کیا تعبیر ہے۔ سارے علماء اس خواب کی تعبیر بیان کرنے سے عاجز آگئے۔ پس آپ نے مولوی محمد عابد سوکڑی علیہ الرحمۃ کو جو کہ بڑے تبحر اور متدین عالم تھے طلب کیا اور ان کے سامنے خواب بیان کیا مولوی صاحب آداب بجا لائے اور کہا کہ مبارک ہو کیونکہ قرآن شریف عین شریعت ہے اور جناب والا کے دونوں قدم ہر زمانہ میں جادہ شریعت پر مستحکم رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ چنانچہ یہ عمدہ تعبیر ہر کسی کے فکر و عقل کے مطابق تھی۔ لہذا

سب کو پسند آئی"۔
(تذکرہ خواجہ سلیمان تونسوی۔ اردو ترجمہ نافع السالکین صفحہ ۱۵۶)

ہاں ہاں! یہ عمدہ تعبیر ہر کسی کے فکر و عقل کے مطابق تھی سوائے مصنف رسالہ کی عقل و فکر کے!

انہیں کے پیرو مرشد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں :۔

"ایک ذاکر صالح کو کشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہؓ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آنے والی ہے۔"
(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

یہ قصہ تو ہماری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔ تعجب ہے! خواب دیکھنا تو بے اختیاری اور بے بسی کی بات ہے لیکن تعبیر کرنا تو انسان کی اپنی عقل اور سمجھ کے دائرہ قدرت میں ہوتا ہے۔ پس مصنف رسالہ کے پیر طریقت کی یہ تعبیر ہماری عقل اور ہماری سمجھ سے بالا ہے لیکن یہ یقین رکھتے ہیں کہ ان کی سمجھ اور عقل کے عین مطابق ہوگی۔

اور آخر میں مصنف رسالہ سے یہ درخواست ہے کہ اگر انہیں دسترس ہو تو سلسلہ قادریہ مجددیہ کے مشہور بزرگ، پیر طریقت "ہادی شریعت حضرت شاہ محمد آفاق رحمہ اللہ علیہ متوفی مئی ۱۸۳۵ء کے اس کشف کو پڑھ لیں جو انہوں نے اپنے ایک مرید فضل الرحمان گنج مراد آبادی کو بتایا جو کتاب "ارشاد رحمانی و فضل یزدانی" کے صفحہ ۵۸ میں مذکور ہے اور اس کشف کی تعبیر و تشریح بھی پڑھنی نہ بھولیں جو اسی کتاب میں مذکور ہے۔

ان چند مثالوں سے ہر قاری پر واضح ہوگیا ہوگا کہ کشوف ہمیشہ تعبیر طلب ہوتے ہیں اور اگر ان کی عقل و سمجھ کے مطابق مناسب تعبیر نہ کی جائے تو نتائج انتہائی بھیانک ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد ہم پھر "قرآن مجید میں ردّ و بدل" کے مصنف کے اس افتراء کی طرف لوٹتے ہیں جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے مذکورہ بالا کشف کو اپنے الفاظ میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔

جس سے وہ یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے اس کشف میں جو فقرہ الہام

ہوا اس میں یہ کہا گیا تھا کہ قرآن قادیان کے قریب ہی اترا ہے۔ یہ مضمون حضرت مرزا صاحب نے کسی جگہ پر بھی بیان نہیں کیا بلکہ ہر جگہ یہی بیان کیا ہے کہ قادیان کے قریب جو کچھ نازل ہوا ہے وہ مسیح موعود اور اس پر نازل ہونے والے آسمانی نشانات ہیں۔ چنانچہ تذکرہ جہاں سے لدھیانوی صاحب نے یہ کشف لیا ہے وہیں پر براہین احمدیہ کا یہ حوالہ لکھا ہے:۔

انا انزلناہ قریبا من القادیان و بالحق انزلنٰہ و بالحق نزل --- یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اتارا ہے۔ اور بضرورت حقہ اترا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۸ روحانی خزائن جلد ۱' حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

ایک اور جگہ لکھا ہے:۔

"اس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۳ حاشیہ 'بحوالہ تذکرہ حاشیہ)

ooo

حقیقت حال

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس رسالہ میں جو حملہ کا طریق اختیار کیا گیا ہے صاف بتا رہا ہے کہ یہ دیوبندی طرز تحریر ہے۔ غلط معلومات' تحریف' تلبیس اور جھوٹے الزامات لگانا سب ان ہی کی ادائیں ہیں۔ دراصل عوام کو دھوکہ دینے کی خاطر یہ اس طرح چور چور کی آوازیں بلند کر رہے ہیں جس طرح ایک چور لوگوں کی پکڑ سے بچنے کے لئے دوڑتا بھی چلا جاتا ہے اور چور چور کی آوازیں بھی بلند کرتا چلا جاتا ہے۔

ان لوگوں کی طرف سے حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام کہ نعوذ باللہ آپ نے قرآن کریم میں ردوبدل کیا ہے یا اس کی ہتک کی ہے' اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ کم ہی اس دور میں ایسا جھوٹ بولا گیا ہوگا ---- قرآن کریم کی' مدح میں اور قرآن کریم کی شان میں آپ کا نظم و نثر پر مشتمل' عربی' اردو اور فارسی میں کلام غیر معمولی عظمت کا حامل ہے اور قرآن کے عشق سے لبریز آپ کی تحریرات پڑھ کر انسان وجد میں آ جاتا ہے۔ ان تحریرات میں سے نمونۃً چند پیش کرنے سے قبل ہم بڑے افسوس کے ساتھ یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ دیوبندی علماء ہی ہیں کہ جنہوں نے بارہا ایسے ایسے خوفناک رنگ میں قرآن کریم کی گستاخی کی ہے کہ ان کی عبارتیں پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ محض چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین خود فیصلہ کرلیں کہ دراصل چور کون ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

بحالتِ خواب قرآن پر پیشاب کرنا اچھا ہے

ایک شخص نے کہا کہ "میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے۔ حضرت نے فرمایا بیان تو کرو۔ ان صاحب نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔"

(افاضات یومیہ تھانوی صفحہ ۳۳ فتاوی رشیدیہ صفحہ ۶۹' ومزید المجید تھانوی صفحہ ۶۱ سطر ۲۳)

خدا کے کلام لفظی یعنی قرآن مجید کا جھوٹا ہونا ممکن ہے

اس کے لئے کافی بحث موجود ہے۔ دیکھئے "الجہد المقل" از صدر دیوبند صفحہ ۴۲؛ بوادر النوادر از تھانوی صفحہ ۲۱۰ و صفحہ ۳۸۱۔

قرآن کو پاؤں تلے رکھنا جائز ہے

"کسی عذر سے قرآن مجید کو قاذورات میں ڈال دینا کفر نہیں، رخصت ہے اور کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اتار لینا درست ہے اور بوقت حاجت قرآن شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روا ہے۔"

(تحریف اوراق صفحہ ۴ بحوالہ وہابی نامہ صفحہ ۳۵)

دیکھیں! کھانے پر تو مولوی سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ نہ اسے قرآن دکھائی دیتا ہے نہ کچھ اور۔ کھانا ضرور اتارنا ہے چاہے قرآن کریم کو پاؤں تلے روندنا بھی پڑے۔

اب آخر میں ہم حضرت مرزا صاحب کی تحریرات میں سے چند نمونے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کس طرح قرآن کریم پر فریفتہ تھے اور آپ کے جسم کا رواں رواں اس کے عشق سے سرشار تھا۔ اور آپ کی روح اس کی محبت سے معمور و مخمور تھی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ نہ وہ اوّل مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔ اس کے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری ہے اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۷)

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

(براہین احمدیہ ۔ روحانی خزائن جلد نمبر ا ص ۱۹۸)

نیز فرمایا

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

اپنے فارسی کلام میں قرآن پاک کی مدح ان الفاظ میں فرمائی۔

۔ از نور پاک قرآن صبح صفا دمیدہ ○ بر غنچہ ہائے دلہا باد صبا وزیدہ
قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہو گئی اور دلوں کے غنچوں پر باد صبا چلنے لگی

۔ ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد ○ وایں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
ایسی روشنی اور چمک تو دوپہر کے سورج میں بھی نہیں اور ایسی کشش اور حسن تو کسی چاندنی میں بھی نہیں۔

۔ یوسف بقعر چاہ محبوس ماند تنہا ○ ویں یوسفے کہ تن ہا از چاہ برکشیدہ
یوسف تو ایک کنوئیں کی تہ میں اکیلا گرا تھا مگر اس یوسف نے بہت سے لوگوں کو کنوئیں میں سے نکالا۔

۔ از مشرق معانی صدہا دقائق آوردہ ○ قد ہلال نازک زاں ناز کی خمیدہ
منبع حقائق سے یہ سینکڑوں حقائق اپنے ہمراہ لایا ہے۔ ہلال نازک کی کمر ان حقائق سے جھک گئی۔

ہ کیفیت علومش دانی چہ شان دارد ○ شہدیست آسمانی، از وحی حق چکیدہ
تجھے کیا پتہ کہ اس کے علوم کی حقیقت کس شان کی ہے؟ وہ آسمانی شہد ہے جو خدا کی وحی سے ٹپکا۔

ہ اے کانِ دلربائی، دانم کہ از کجائی ○ تو نورِ آں خدائی، کیں خلق آفریدہ
اے کانِ حسن میں جانتا ہوں کہ تو کس سے تعلق رکھتی ہے تو تو اس خدا کا نور ہے جس نے یہ مخلوقات پیدا کی۔

ہ میلم نماند باکس، محبوب من توئی بس ○ زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ
مجھے کسی سے تعلق نہ رہا اب تو ہی میرا محبوب ہے کیونکہ اس خدائے فریاد رس کی طرف سے تیرا نور ہم کو پہنچا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۳۰۴، ۳۰۵ روحانی خزائن جلد ۱)

قرآن مجید سے محبت، اس کے مقام اور اس کی عظمت کے بیان میں فرمایا:

واللہ انہ درۃ یتیمۃ ظاہرہ نور و باطنہ نور و فوقہ نور و تحتہ نور و فی کل لفظہ و کلمتہ نور۔ جنۃ روحانیۃ ذللت قطوفہا تذلیلا و تجری من تحتہا الانہار۔ کل ثمرۃ السعادۃ توجد فیہ و کل قبس یقتبس منہ۔ ومن دونہ خرط القتاد موارد فیضہ سائغۃ فطوبی للشاربین۔ ولدقنک فی قلبی انوار منہ۔ ما کان لی ان استحصلہا بطریق اخر۔ وو اللہ لولا القران ما کان لی لطف حیاتی۔ رایت حسنہ ازید من مائۃ الف یوسف۔ فملت الیہ اشد میلی و اشرب ہو فی قلبی۔ ہو ربانی کما یربی الجنین۔ ولہ فی قلبی اثر عجیب وحسنہ یراودنی عن نفسی۔ وانی ادرکت بالکشف ان حظیرۃ القدس تسقی بماء القران وہو بحر مواج من ماء الحیاۃ من شرب منہ فہو یحیی بل یکون من المحیین۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۵، روحانی خزائن جلد ۵)

ترجمہ:۔ خدا کی قسم! قرآن کریم ایک نایاب اور انمول موتی ہے اس کا

ظاہر بھی نور ہے اور باطن بھی ۔ اس کے اوپر بھی نور ہے اور نیچے بھی اور اس کا ایک ایک لفظ نور ہے۔ یہ روحانیت کا باغ ہے جس کے بکثرت پھل جھکے ہیں اور جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ خوش بختی کے تمام ثمرات اس میں پائے جاتے ہیں ۔ ہر روشنی اس سے خاص کی جا سکتی ہے اس کے بغیر اس کا حصول محال ہے۔ اس کے فیض کے چشمے بہت ہی شیریں ہیں پس اس سے پینے والوں کو مبارک ہو۔ یقیناً میرے دل میں اس کے انوار جاگزیں ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ان کا حصول کسی اور ذریعہ سے میرے لئے ممکن نہ تھا۔ خدا کی قسم اگر یہ قرآن نہ ہوتا تو میری زندگی بدمزہ تھی۔ میں نے اس کا حسن لاکھ یوسفوں سے بھی زیادہ پایا ہے بس میں اس کی طرف کلیتہً راغب ہو گیا ہوں اور میرے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی ہے۔ اس نے مجھے اس طرح نشوونما دی جس طرح جنین کو پرورش دی جاتی ہے ۔ میرے دل پر اس کا عجیب اثر ہے۔ اس نے میرے نفس کو موہ لیا ہے۔ مجھے کشف کے ذریعہ یہ معلوم ہوا ہے کہ باغ قدس کو آب قرآن سے سیراب کیا جاتا ہے۔ وہ آب حیات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جو بھی اس سے پیتا ہے وہ زندہ ہے بلکہ وہ زندہ کرنے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

====== تمت بالخیر ======